طارق جاوید عارفی☆

اُولاد نیک کیسے ہو؟

والدین کی اِطاعت و فرمانبرداری دخول جنت کا اَہم ذریعہ اور رفع درجات کا عظیم سبب ہے۔ ہر صاحب اُولاد کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک، پارسا، خوب سیرت اور اس کی تابع فرمان ہو اسی طرح کوئی بھی ذی شعور یہ نہیں چاہتا کہ اس کی اولاد بداَخلاق، بدکردار اور اس کی نافرمان ہو۔ والدین کی دلی خواہش کے باوجود اولاد میں بگاڑ اور نافرمانی و معصیت کا عنصر عام ہے۔ موجودہ حالات میں اُولاد اور والدین میں تناؤ اور تنازع رہتا ہے۔ اُولاد کا والدین کے رویے سے تنگ آ کر پھانسی کے پھندے سے جھول جانا اور والدین کا اولاد کے اس رجحان سے دلبرداشتہ ہوکر گھر چھوڑ جانا یا خودکشی کرلینا جیسے واقعات آئے روز اَخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ غرض کہ والدین، اولاد کی نافرمانی کا شکوہ و شکایت کرتے نظر آتے ہیں جبکہ اولاد، والدین کی سنگدلی اور ناروا سلوک کا رونا روتی دکھائی دیتی ہے۔ والدین اپنے متشدد رویے پر نظر ثانی کو مکروہ خیال کرتے ہیں جب کہ اُولاد اپنے اس منفی کردار کو بدلنا توہین سمجھتی ہے اور ہر ایک، ایک دوسرے کو قصور وار ٹھہرا کر دلوں کو تسلی دیئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد اور والدین کے درمیان فطری پیار اور مودّت کے جذبات سرد پڑ چکے ہیں اور دونوں میں فاصلے سمٹنے کے بجائے وسعت اختیار کرتے جارہے ہیں۔

اس گھمبیر صورت حال کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو دونوں گروہ قصور وار ٹھہرتے ہیں، البتہ والدین، اولاد کی بہ نسبت زیادہ مجرم ہیں، کیونکہ اکثر والدین بچپن میں بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔ بے جا لاڈ اور پیار میں ان کو بگاڑ دیتے ہیں اور ''ابھی بچہ ہے'' کہہ کر اس کے شنیع اَفعال کو بھی 'حسین عادات' ہونے کا تزکیہ عنایت کردیتے ہیں جس سے بتدریج اولاد پر والدین کی گرفت ڈھیلی پڑتی جاتی ہے اور وہ چند در چند قبیح حرکات کا خوگر ہونے کے ساتھ والدین کی گستاخ اور نافرمان بن جاتی ہے جس کے ذمہ دار یقیناً والدین ہیں جیسا کہ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''اولاد میں اکثر بگاڑ والدین کی طرف سے آتا ہے۔ والدین، اولاد کی تعلیم و تربیت میں غفلت برتتے ہیں اور انہیں فرائض دین اور سنن رسول ﷺ سکھانے میں بے توجہی سے کام لیتے ہیں، چنانچہ والدین، اولاد کو ان کے بچپن میں ضائع کرتے ہیں اور اپنی جانوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے، لہٰذا اولاد بڑی ہوکر والدین کی قدر نہیں کرتی اور ان کے کبرسنی میں ان کو ضائع کرتی ہے جیسا کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کی نافرمانی پر اس کو ڈانٹا اور زجر و توبیخ کی تو وہ سر اٹھا کر کہنے لگا: ابا جی! آپ نے میرے بچپن میں میری نافرمانی کی تو میں آپ کے بڑھاپے میں آپ کی نافرمانی کررہا ہوں۔ آپ نے میرے بچپن میں مجھے ضائع کردیا تو میں اب آپ کے بڑھاپے میں آپ کو ضائع کررہا ہوں۔'' [تحفۃ المودود، ص۱۹۳]

☆ سابق منتظم المعهد العالي للدّعوة والإعلام، جامعہ لاہور الاسلامیہ

غرض اولاد کے عام طور پر بگاڑ اور فساد کا سبب والدین کی سستی، تعلیم و تربیت سے بے توجہی اور بے جا لاڈ پیار ہے۔ اس لئے میں نے اللہ کی توفیق سے والدین کے لئے ایسے سترہ نکات کا انتخاب یکجا کیا ہے جس کو بروئے کار لانے سے اولاد کی صلاح اور راست رَوی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ اِن شاء اللہ! راقم کو اپنی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کا اعتراف ہے، لیکن اس کے باوجود مجھے عنداللہ اُمید واثق ہے کہ میرے یہ ناقص اور غیر موزوں الفاظ والدین کے لئے صلاح اَولاد میں ممد ومعاون ثابت ہوں گے اور اولاد کی تربیت میں نمایاں کردار اَدا کریں گے۔ وہ سترہ نکات حسب ذیل ہیں:

1. اَولاد کی خواہش کے ساتھ انسان بار بار بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا رہے کہ باری تعالیٰ! اسے نیک و صالح اولاد عطا فرما، جیسا کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ سے ایسی دعائیں کیا کرتے تھے۔

* حضرت زکریاؑ نے یوں دعا کی:

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ﴾ [آل عمران:۳۸]

''اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کر، بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔''

* اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان:۷۴]

''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''آنکھوں کی ٹھنڈک کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی کی اولاد تندرست اور خوبصورت ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی مطیع ومنقاد ہو۔'' [العیال لابن ابی الدنیا،ص۴۲۷]

2. جب انسان اولاد جیسی عظیم نعمت سے نواز دیا جائے تو اسے چاہئے کہ اس کی صلاح و راست رَوی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے صرف اپنی حسن تربیت اور عمدہ اُسلوب تعلیم وتعلم پر مکمل بھروسہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا... رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [الأحقاف:۱۵]

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا، اس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف سے جنا، اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس ماہ (کی مدت) ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوگیا تو اس نے دعا کی: اے میرے رب! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جو تو پسند کرے اور تو میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر، بلاشبہ میں نے تیری طرف توبہ کی اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

مالک بن مغولؒ بیان کرتے ہیں کہ ابومعشرؒ نے حضرت طلحہ بن مصرفؒ سے اپنے بیٹے (کی نافرمانی) کا شکوہ کیا تو وہ فرمانے لگے: اس آیت کے ساتھ استعانت مانگو: ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ...... ﴾ [الدرالمنثور للسیوطی، الاحقاف:۱۵]

3. اولاد کی صلاح کے لئے ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بیٹوں کو لے کر ایسے نیک بزرگ حضرت کی خدمت میں حاضری دے جو متبع سنت اور مستجاب الدعوات ہیں تاکہ وہ ان کی ہدایت، نیک مندی اور برکت کے لئے دعا

کریں، جیسا کہ صحابہ کرامؓ اپنے بچوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوتے تھے تاکہ آپ ان کے بچوں کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا، چنانچہ آپؐ ان کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ [صحيح البخاري:٦٣٥٥]

حضرت حسن بصریؒ نے سیدہ اُم سلمہؓ کے بابرکت ہاتھوں میں نشوونما پائی تھی۔ ان کی والدہ نے مکمل طور پر انہیں آپ کی صحبت میں دے رکھا تھا، سیدہ اُم سلمہؓ وقتاً فوقتاً ان کو اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں تاکہ وہ ان کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت حسنؒ کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجا تو امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اس بچے کے لئے یوں دعا کی: ''اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا دے۔'' [تهذيب الكمال:٣٠٣/٤]

حضرت ابراہیم بن اِدھمؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ادھم ایک نیک شخص تھے وہ مکہ مکرمہ میں تھے کہ ان کے ہاں ابراہیم نے جنم لیا۔ چنانچہ انہوں نے بچے کو کپڑے میں لپیٹا اور عباد و زہاد کی مجالس میں گھومنے لگے۔ علماء و محدثین کی خدمت میں حاضری دیتے اور ان سے بچے کے لئے خیر و برکت کی دعا کی درخواست کرتے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی بزرگ کی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا ہے۔ [حلية الأولياء:٣٧١/٧]

❹ والدین کا خود نیک و متقی ہونا بھی اولاد کے صلاح کار اور نیکوکار ہونے کا ایک سبب ہے۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے قصے کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا﴾ [الكهف:٨٢]

''اور وہ جو دیوار تھی تو وہ اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا والد نیک تھا، چنانچہ تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچیں اور تیرے رب کی رحمت سے اپنا خزانہ نکال لیں اور میں نے یہ اپنی رائے سے نہیں کیا، یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تو صبر نہ کر سکا۔''

* حضرت ابن عباسؓ ﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں لڑکوں (کے خزانے) کی ان کے والد کے صلاح کار ہونے کی وجہ سے حفاظت کی گئی۔ [العيال لابن أبي الدنيا،ص٣٦٠]

* حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ صالح آدمی کی نیکوکاری اور راست روی کی وجہ سے اس کی اولاد اور اس کے ماحول میں آباد گھرانوں کی اصلاح کر دیتا ہے، چنانچہ جب تک وہ شخص ان میں (زندہ) ہوتا ہے، وہ اللہ کی حفظ و امان میں رہتے ہیں۔

[الدر المنثور للسيوطي،الكهف:٨٢]

* ہشام بن حسانؒ بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت سعید بن جبیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اس بیٹے کی وجہ سے نماز کو لمبا کر دیتا ہوں۔'' ہشام راوی کہتے ہیں کہ اس اُمید سے کہ (اللہ کی طرف سے) اس کی حفاظت کی جائے۔'' [حلية الأولياء:٢٧٩/٤]

❺ اَولاد کے نیک ہونے کا ایک سبب والدین کا اپنے والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا ہے، کیونکہ کسی عمل کا بدلہ

اس کی جنس سے ملا کرتا ہے۔ آج اگر آپ اپنے والدین سے حسن سلوک کریں گے تو کل آپ کی اولاد بھی آپ سے نیک برتاؤ کرے گی۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿هَلْ جَزَاءُ الإِحْسَانِ إِلَّا الإِحْسَانُ﴾ [الرحمن:٦٠] ''نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔''

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے والدین سے نیک برتاؤ کرو گے تو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور تم پاکدامنی اختیار کرو گے تو تمہاری عورتیں بھی پاکدامن رہیں گی۔'' [المعجم الأوسط للطبراني:١٠٠٢]

❻ اولاد کے نیک ہونے کا ایک سبب والد کا کسی نیک عورت سے شادی کرنا بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے آدمی کو دین دار عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ چنانچہ تو دین دار عورت سے شادی کرکے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، یعنی اخیر میں تجھے ندامت ہوگی۔ [صحيح البخاري:٥٠٩٠]

✱ حضرت ابوالاسودؒ ایک دن اپنے بیٹوں سے فرمانے لگے: میں نے تمہارے بچپن، لڑکپن، جوانی اور تمہاری پیدائش سے قبل بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے۔ بیٹے کہنے لگے: ہماری ولادت سے قبل آپ نے کیسے ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے: میں نے تم کو کبھی ایسی جگہ نہیں بٹھایا جہاں تم شرم وحیا محسوس کرتے ہو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے تمہارے لئے ان ماؤں کا انتخاب کیا ہے جن کے بارے میں تمہیں کبھی گالی نہیں دی جائے گی۔'' [التاريخ الكبير للبخاري:٤/٣٧٣،٣٧٤]

❼ اولاد کے صلاح کار اور نیک ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آدمی شادی سے قبل اپنی اہلیہ کے والد اور بھائیوں کی نیک نامی، تقوی اور راست روی کا جائزہ لے، کیونکہ عام طور پر بچہ اپنے بعض قریبی رشتہ داروں میں سے کسی ایک کی طرح کا ہوتا ہے، جیسا کہ معروف حدیث ہے:

«تزوجوا في الحجر الصالح فإن العرق دساس» [كشف الخفاء:٢/١٧٧]

''تم نیک خاندان میں شادی کرو، کیونکہ کوئی رگ چھپی ہوتی ہے جس کا آسانی سے پتہ نہیں چلتا۔''

یہ روایت صحیح سند کے ساتھ اگرچہ نبیٔ رحمت ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لیکن بعض صحابہؓ کے اَقوال اس کے مؤید ہیں جس سے اس کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ابوسفیان حمیدیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کچھ باتیں ذکر کررہے تھے اور حضرت زبیرؓ ان کی فصیح و بلیغ کلام سماعت فرما رہے تھے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ ان سے کہنے لگے: بیٹا تم مسلسل حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسی فصیح و بلیغ کلام کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے حضرت ابوبکرؓ میرے پاس کھڑے ہیں۔ (پھر انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا) چنانچہ تم اپنی شادی سے قبل اچھی طرح جائزہ لینا کہ تم کیسی عورت سے شادی کررہے ہو، کیونکہ عورت اپنے بھائی یا والد کے نقشِ قدم پر ہوتی ہے۔ [تاریخ دمشق:٣٠/١٣٧]

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت زبیرؓ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! (تمہارا کلام سن کر مجھے یوں لگا) گویا کہ میں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یوں فرماتے ہوئے سن رہا ہوں: ''جو شخص کسی عورت سے شادی کا ارادہ کرے تو شادی سے قبل اس عورت کے والد اور بھائیوں کو اچھی طرح دیکھے، کیونکہ عورت انہی میں سے کسی ایک جیسی ہوتی ہے۔

[الإشراف في منازل الأشراف،ص۲۷۷]

❽ اَولاد کی صلاح ودرستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اولاد کو اَدب سکھانے اور ان کی حسن تربیت کے لئے اگر فہمائش، سرزنش اور مار پیٹ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی اعراض نہ کیا جائے، کیونکہ اگر ایسے مواقع پر ان کی بالکل خبر نہ لی جائے تو ان میں بے اَدبی اور گستاخی کے عناصر جنم لیتے ہیں اور بتدریج بگاڑ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ البتہ مارتے وقت بچے کی طبیعت اور نفسیات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اس کی اتنی ہی گوش مالی کی جائے جتنی اس کے لیے ضروری ہے ورنہ زیادہ مار پیٹ عام طور پر بچوں کو باغی اور نافرمان بنا دیتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے کوڑے کو (گھر میں) وہاں لٹکا کر رکھو جہاں گھر والے اس کا نظارہ کرسکیں، کیونکہ یہ بھی ان کو ادب سکھانے کے زمرے میں آتا ہے۔'' [المعجم الكبير للطبراني:۲۸۴/۱۰]

حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص سے فرمایا تھا: ''اپنی اولاد کو تہذیب سکھاؤ، کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کی کیا تربیت کی اور ان کو کیسی تعلیم دی اور ان سے تیرے ساتھ حسن سلوک کرنے اور تیری اطاعت وفرمانبرداری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ [تاريخ أصبهان:۴۶۵/۱،۴۶۶]

❾ اَولاد کے اچھا اور نیک ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انہیں کوئی نیک سیرت رہنما اور خوفِ الٰہی سے سرشار پیشوا میسر آجائے، اس لئے کہ اکثر لوگوں کی گمراہی کا سبب برے مقتدیٰ اور بدسیرت رہنما ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی ضلالت اور گمراہی کے اَسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ﴾[الزخرف:۲۳]

''(گمراہ لوگ انبیاء کو یوں جواب دیتے تھے) بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

حضرت فضیل بن عیاض بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک شخص کو غلط انداز میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے: مجھے اس کے بچوں پر بڑا ترس آرہا ہے۔ حاضرین نے کہا: اے ابویحییٰ (مالک بن دینارؒ کی کنیت) نماز تو یہ شخص غلط پڑھ رہا ہے جب کہ ترس آپ اس کے بچوں پر کھا رہے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: یہ ان کا بڑا ہے اور بچوں نے اسی سے (نماز اور دیگر عبادات ومعاملات کو) سیکھا ہے۔ [حلية الأولياء:۳۸۴/۲]

مقاتل بن بنان حکیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد اور بھائی کے ساتھ حضرت ابراہیم حربیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ میرے والد سے فرمانے لگے: یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ میرے والد نے کہا: جی ہاں۔ وہ فرمانے لگے: اپنے آپ کو بچا کر رکھو! یہ تجھے ایسی جگہ نہ دیکھیں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تجھے منع کیا ہے۔ وگرنہ تم ان کی نظروں میں گر جاؤ گے۔ [تاریخ بغداد:۳۷/۶]

❿ اَولاد کے فرمانبردار اور مطیع ومنقاد ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ والدین ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ اس سے پیدا ہونے والا بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دُعا پڑھے۔''
«اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا» [صحيح البخاري:٦٣٨٨]
''اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو کچھ (اولاد) تو ہمیں عطا فرمائے، اسے بھی شیطان سے دور رکھنا۔''
چنانچہ اگر اس صحبت سے کوئی اولاد مقدر میں ہوگی تو شیطان اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب آدمی ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے لئے اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دُعا پڑھے: ''بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَلَا تَجْعَلِ الشَّيْطٰنَ نَصِيْبًا فِيْمَا رَزَقْتَنَا''.

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمارے لئے ہماری اولاد میں برکت عطا فرما اور شیطان کے لئے ہماری اولاد سے کوئی حصہ نہ بنانا۔''

چنانچہ اگر اس صحبت سے بیوی حاملہ ہوگئی تو اُمید ہے کہ نیک اولاد جنم لے گی۔[مصنف عبدالرزاق:١٠٤٦٧]

⓫ اولاد کے نیک و باعمل ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ پیدائش کے بعد بچے کا خوبصورت اور بہترین نام رکھا جائے، کیونکہ نام اپنے مسمی پر اثر انداز ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے متعدد مواقع پر اچھے نام سے نیک شگون اور برے نام سے بدشگون لیا ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''[مسند أحمد:٢/٨٠]

حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا 'حزن' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حزن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم سہل ہو، یعنی تمہارا نام 'حزن' کے بجائے 'سہل' ہے۔ میرے دادا کہنے لگے: میں تو اپنے والد کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں سختی اور مصیبت ہی رہی۔[صحيح البخاري:٦١٩٣]

⓬ اولاد کے نیک اور راست رَو ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کی پرورش اور نشو ونما حلال مال سے کی جائے، کیونکہ مال سے بچے کی نیک فطرت متاثر ہوتی ہے، نیکی و تقویٰ کے جذبات ماند پڑتے ہیں اور فسق و فجور اور برائی کے عناصر جنم لیتے ہیں جو اس کو آتش دوزخ میں دھکیل دیتے ہیں۔ ایک موقع پر نبی رحمت ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے فرمایا تھا:

''اے کعب بن عجرہ! وہ گوشت (جسم) جنت میں داخل نہیں ہوگا جس نے حرام سے پرورش پائی ہے۔''[مسند أحمد:٣/٣٢١]

ظاہر ہے کہ جب بچے کی نشو ونما حرام مال سے ہو تو اس کو راہِ حق کی ہدایت اور نیکوکاری کی توفیق کیسے مل سکتی ہے۔

معاویہ بن قرہؒ فرماتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کو پورے مہینے کا رزق ایک ہی دن میں عطا کر دیتا ہے اگر بندہ اس (رزق) کو نیک کاموں میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کی اِصلاح فرما دیتا ہے اور وہ اور اس کے اہل وعیال پورا مہینہ خیر و بھلائی سے گزارتے ہیں اور اگر بندہ اس رزق کو برے کاموں میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں فساد پیدا کر دیتا ہے اور ان کو اُلجھا دیتا ہے، چنانچہ وہ خود اور اس کے اہل وعیال پورا مہینہ تنگ دستی اور مصیبت میں گزارتے ہیں۔[حلية الأولياء:٢/٢٩٩]

⓭ اولاد کے نیک، صلاح کار اور فرمانبردار ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی بیوی کا حق مہر حلال کمائی سے اَدا کرے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ کسی عورت کی منگنی کا آسان ہونا، اس کے حق مہر کا آسان (کم) ہونا اور اس کا سریع الحمل اور کثیر النسل ہونا، اس کی خیر وبرکت میں سے ہے۔'' [مسند أحمد:٦/٧٧]

جب عورت کے حق مہر کا قلیل ہونا، اس کی خیر و برکت میں سے ہے تو اس مہر کو حلال اور پاکیزہ مال سے ادا کرنا بالاولیٰ خیر و برکت کا باعث ہوا، کیونکہ اس کا تعلق اس کی اولاد کی صلاح و درستی سے ہے۔ حق مہر عورت کا مال ہے، اگر وہ حرام کا ہوگا تو اس کا اثرِ بد عورت کی ذات پر پڑے گا جس سے اس کی اولاد بھی متاثر ہوگی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عورت کا حق مہر رزقِ طیب سے اَدا کیا جائے۔

فرقد سبخیؒ فرماتے ہیں کہ

''بنی اسرائیل میں انبیاء اسی لئے پیدا ہوتے تھے کہ وہ اپنی بیویوں کا حق مہر اپنی حلال کمائی سے اَدا کرتے تھے۔''

[المجالسة للدينوري:٢/٣٠٥٨]

⓮ اولاد کے نیک اور صلاح کار ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اگر بچے کی حقیقی والدہ کسی عذر کی بنا پر بچے کو اپنا دودھ پلانے سے قاصر ہو تو والد بچے کو دودھ پلوانے کے لئے ایسی عورت کا انتخاب کرے جو اَوصاف جمیلہ سے مزین اور خصائل حمیدہ سے متصف ہو اور نیک و متقی ہو، کیونکہ دودھ بچوں کی طبیعت پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ عمر بن حبیبؒ قبیلہ کنانہ کی ایک شاخ بنو عتوارہ کے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا پوچھنے لگے: کیا تم فلاں قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، البتہ انہوں نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کہنے لگے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دودھ اس پر مشابہت ڈالتا ہے۔

[مصنف عبد الرزاق:١٣٩٥٣]

حضرت عمرؓ سے مروی ایک حدیث میں آپ کا یہ فرمان بھی ہے کہ بری عورتوں سے دودھ پلوانے سے گریز کرو، کیونکہ اس کا اثر ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر ہوگا۔ [غريب الحديث للخطابي]

حضرت قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کی والدہ خیرہ سیدہ اُم سلمہؓ کی لونڈی تھیں۔ بعض اَوقات وہ گھریلو کام کاج کی وجہ سے غائب ہوتیں اور حضرت حسن رونے لگتے تو سیدہ اُم سلمہؓ ان کی والدہ کے آنے تک ان کو بہلانے کے لئے اپنا پستان ان کے منہ میں ڈال دیتیں۔ چنانچہ ان کے پستان سے دودھ بہنے لگتا جس کو حضرت حسنؒ پینے لگتے۔ صحابہ و تابعین کا خیال ہے کہ حضرت حسنؒ میں اس قدر فصاحت وحکمت اسی دودھ کے تبرک کی وجہ سے ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ بات عام ہے کہ جو بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے، اس پر غالب طور پر اسی عورت کے اَخلاق و عادات کی چھاپ ہوتی ہے، خواہ وہ اچھے ہوں یا برے۔ اسی لئے ایک حدیث میں یوں کہا گیا کہ ''اپنے نطفوں کے لئے اچھی عورتوں کا انتخاب کرو۔'' [سنن ابن ماجه:١٩٦٥]

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ نے فاجرہ و مشرکہ عورت سے دودھ پلوانے کو ناپسند کیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول ہے کہ دودھ بچے پر مشتبہ ہوجاتا ہے، کیونکہ فاجرہ عورت کا دودھ عام طور پر بچے میں فسق و فجور میں ماں کی مشابہت پیدا کرتا ہے اور دودھ پلانے کی وجہ سے وہ بچے کی رضاعی ماں بن

جاتی ہے اس لئے بعد میں یہ ماں اس بچے کے لئے عار کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ فاجرہ کا دودھ بچے کی طبع بھی متاثر کرتا ہے اور اس کے لئے عار کا باعث بھی بنتا ہے۔ اسی طرح بچے کو بیوقوف اور پاگل عورت کا دودھ پلانے سے بھی اجتناب کیا جائے تا کہ پاگل پن میں بچے ماں کی مشابہت سے محفوظ رہیں۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ دودھ طبیعتوں کو بدل دیتا ہے۔[المغنی لابن قدامة:۳۴۶/۱]

⑮ اولاد کے فرمانبردار، مطیع، تابع فرمان اور نیک ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کو برے ہم نشینوں اور گندے دوستوں کی صحبت اور دوستی سے بچایا جائے۔ حضرت ابراہیم حربیؒ فرماتے ہیں:

''اپنے بچوں کو برے دوستوں سے بچاؤ، اس سے پہلے کہ تم ان کو آزمائش اور فتنے میں اس طرح رنگ دو جس طرح کپڑے کو رنگا جاتا ہے۔ بچوں میں اولین بگاڑ اور فساد دوست بچوں ہی سے پیدا ہوتا ہے۔''[ذم الهوی لابن الجوزي، ص۹۷]

حضرت علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد امام ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ کے پاس گئے تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ میرے والد امام صاحب سے کہنے لگے: اے ابوعبداللہ! یہ میرا بیٹا ہے، چنانچہ انہوں نے مجھے دعا دی اور میرے والد سے مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ اس کو بازار میں کسی کام میں مشغول کرو اور اس کو برے دوستوں سے بچا کر رکھو۔''[الحث عن التجارة:ص۲۹]

⑯ صلاح ذریت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کو برے اور بدکردار ہمسایوں کی ہمسائیگی سے بچایا جائے۔ امام ابوحاتمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن سنانؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کے جوار میں کوئی بدعتی شخص سکونت اختیار کرلے تو اس کے لئے میری رائے یہ ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھے تو اپنا گھر بیچ دے اور کہیں اور چلا جائے وگرنہ اس کی اولاد اور اس کے دیگر ہمسائے تباہ و برباد ہوجائیں گے۔

حضرت امام احمدؒ کے اس فتویٰ کا مستدل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان عالی ہے:

''تم میں سے جو شخص دجال کے بارے میں سنے تو اس کو چاہئے کہ اس سے دور رہے۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی۔ (پھر فرمایا کہ) اس لئے کہ ایک شخص دجال کے پاس آئے گا جبکہ وہ اسے جھوٹا اور مکار بھی خیال کرتا ہوگا، لیکن دجال کے شبہات، تلبیسات اور فریب کاریوں سے مرعوب ہوکر اس کا متبع ہوجائے گا۔[الإبانة الكبرىٰ بطة،ص۴۷۴]

مطلب یہ کہ جس طرح دجال کی افترا پردازیوں سے شناور ہونے کے باوجود ایک شخص اس کی اتباع کرے گا اسی طرح خطرہ ہے کہ اہل بدعت کی خرافات سے بہرہ ور ہونے کے باوجود بندہ کہیں اس کے جال میں نہ پھنس جائے اور اپنے عقائد و عبادات کا بیڑہ غرق نہ کر بیٹھے، لہٰذا اس کی صحبت و قربت سے اجتناب کیا جائے۔

⑰ اولاد کے نیک اور صلاح کار ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کو اہل علم، متقی و زاہد اور صلاح کار بزرگوں کی مجالس میں شریک کیا جائے، کیونکہ ایسے لوگوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے اسے اپنے کردار کو سنوارنے میں بے پناہ مدد ملے گی اور علماء عباد کی صحبت سے وہ شقی اور بدبخت نہیں ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ذکر اور اہل ذکر کی مجالس میں شریک ہونے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

«هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقِى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ» [صحيح مسلم:۲۶۸۹]

''یہ (ذاکرین) ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔''

حضرت میمون بن مہرانؒ بیان کرتے ہیں کہ علماء، ہر شہر میں میری گمشدہ متاع اور چاہت کا محور رہے ہیں اور

میں نے اپنے قلب کی صلاح علماء کے ساتھ نشست و برخاست میں پائی ہے۔[حلیة الأولیاء:۸۵/۴]

حضرت زکریا بن زیاد نحویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیوخ اور اساتذہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کی مجالست اختیار کرو، کیونکہ اگر تم کوئی نیک کام کرو گے تو وہ تمہاری تعریف اور حوصلہ افزائی کریں گے اور اگر تم سے کوئی خطا ہوگئی تو تمہاری اصلاح کریں گے اور تمہیں درست بات بتائیں گے اور اگر تم جہالت سے کام لو گے تو تمہاری سرزنش نہیں کریں گے اسی طرح تم جاہل اور بے علم لوگوں کی مجالست اختیار کرنے سے اجتناب کرو، کیونکہ اگر تم کوئی اچھا کام کرو گے تو وہ تمہاری حوصلہ افزائی اور تعریف نہیں کریں گے، اگر تم خطا کرو گے تو تمہیں راہ صواب نہیں بتائیں گے اور اگر تم سے جہالت سرزد ہوگی تو ترش اور سختی سے تمہارے ساتھ پیش آئیں گے اور ان کی گواہی تمہارے لئے کچھ نافع نہ ہوگی۔

[أخبار القضاة للوكيع:۱۱۳/۳]

حضرت لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اے میرے بیٹے علما کی مجلس کو اختیار کرنا اور اپنے گھٹنوں کو ان کے بالکل قریب رکھنا (ان کے قریب ہوکر رہنا) کیونکہ رب تعالیٰ نور کلمات سے دلوں کو ایسے حیات بخشتا ہے جیسے آسمانی بارش سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔''

[الزهد لابن المبارك ،ص:۱۳۸۷]

صالح بن احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہیں کہ

''میرے والد کے پاس جب کوئی دنیا سے بے رغبت اور زاہدانہ طرز زیست رکھنے والے صاحب تشریف لاتے تو وہ مجھے بلانے کے لئے کسی کو بھیجتے تاکہ میں آکر اس شخص کی سیرت کو دیکھوں، کیونکہ میرے والد کی خواہش ہوتی تھی کہ میں بھی اس شخص جیسا ہو جاؤں۔'' [تاریخ بغداد:۳۱۷/۹]

ان اَسباب کو بروئے کار لانے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد میں صلاح اور تقویٰ کے عناصر جنم لیں گے اور نیکی اور راست روی کو فروغ ملے گا جو یقیناً اولاد کی حسین تربیت اور نیکوکاری پر منتج ہوں گے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان وجوہ پر عمل پیرا ہونے سے اولاد حتمی طور پر اسوۂ حسنہ کی پیرو بن جائے گی۔ البتہ والدین ان اَسباب پر عمل کرنے کی وجہ سے عنداللہ اپنی مسئولیت میں غیر ماخوذ ضرور ہوں گے۔ ان شاء اللہ! کیونکہ بعض اَوقات انسان اولاد کی حسن تربیت کے لئے بڑی کوشش کرتا ہے، لیکن قضائے الٰہی اور تقدیر ربانی کے باعث وہ اس سعی کامل میں کامیاب و کامران نہیں ہوتا، لیکن چونکہ وہ اپنی ذمہ داری اَدا کر چکا ہے اس لئے اولاد کی صلاح کی نیت اور عملاً اس کی سعی وجہود کی وجہ سے وہ عنداللہ ماجور ہوگا اور اس کے باوجود اولاد کا بگاڑ اور فساد اس کے لئے شر و فتنے کا باعث نہیں ہوگا۔ لاکھ کوشش کے باوجود اگر اولاد راہ حق پر گامزن نہ ہو تو والدین کو صبر کرنا چاہئے، کیونکہ یہ وہ آزمائش ہے جس پر والدین کو اللہ کی طرف سے اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھ لیجئے انہوں نے بیٹے کی بہتری کے لئے بھرپور کوشش کی، اس کے دم آخریں تک اسے تسلیم اسلام کی دعوت دی، لیکن یہ بسیار کوشش کوئی رنگ نہ لاسکی اور بیٹا اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے باپ کی آنکھوں کے سامنے غرقِ آب ہوگیا۔

ولید بن نمیر بن اَوس بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضرات اکابر یہ فرمایا کرتے تھے کہ نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ ادب سکھانا والدین کی طرف سے ہوتا ہے۔

[الأدب المفرد حديث:۹۲]

مصعب بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ کا بیٹا چھت سے نیچے اترا اور اس کے ہاتھ میں کبوتر تھا جس کو اس نے ڈھانپ رکھا تھا۔ (لوگوں پر یہ بات ناگوار گزری کہ امام صاحب کا صاحبزادہ کبوتر باز ہے) مصعب کہتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ نے لوگوں کی اس کیفیت کو بھانپ لیا۔ چنانچہ فرمانے لگے: حقیقی اَدب، اللہ کا ادب ہے، یعنی وہی اس کی توفیق دیتا ہے نا کہ ماں باپ اس کا اختیار رکھتے ہیں۔ اسی طرح حقیقی بھلائی اور خیر بھی اللہ کی طرف سے ہے نا کہ والدین اس کا کچھ اختیار رکھتے ہیں۔ [المحدث الفاصل للرامهرمزي، ص:۱۴۸]

اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو ان اسباب پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور ان کی اولادوں کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین!

☆ …… ☆ …… ☆